بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

اَلْفَضْلُ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ۔ عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

ٹیلیفون ۲۹۷۹

روزنامہ الفضل لاہور

شرح چندہ
سالانہ ۲۴ روپیہ
ششماہی ۱۳
سہ ماہی ۷
ماہوار ۲/۸

یوم شنبہ

۳ محرم الحرام ۱۳۷۱ ہجری

جلد ۳۹/۵ | ۶ اخاء ۱۳۳۰ ہش | ۶ اکتوبر ۱۹۵۱ء | نمبر ۲۳۱

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

محامد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

"وہ حلیم اور مہربان کہ جس نے امت کے لئے غم کھایا اور درد اٹھایا۔ وہ شجاع اور پہلوان جو ہم کو موت کے منہ سے نکال کر لایا۔ وہ حلیم اور بے نفس انسان کہ جس نے بندگی میں سر جھکایا اور اپنی ہستی کو خاک سے ملایا۔ وہ کامل موحد اور بحر عرفاں کہ جس کو صرف خدا کا جلال بھایا اور غیر کو اپنی نظر سے گرایا۔ وہ معجزہ قدرت رحمٰن کہ جو امی ہو کر سب پر علوم حقانی میں غالب آیا اور ہر ایک قوم کو غلطیوں اور خطاؤں کا ملزم ٹھہرایا۔"

(براہین احمدیہ حصہ اول)

پاکستان و آسٹریلیا میں تجارتی معاہدہ پر گفتگو

کراچی ۵ ستمبر۔ آج یہاں پاکستان اور آسٹریلیا میں ایک تجارتی معاہدہ کی گفتگو شروع ہوئی۔ پاکستان کی طرف سے گورنمنٹ ڈشنید کی مجلس قائمہ نے تجارتی گفتگو میں شرکت کی۔ دونوں وفود کے آئندہ اجلاس میں دو تین دن کے بعد پھر منعقد ہونگے۔

قاہرہ ۵ اکتوبر۔ شاہ فاروق نے ایک مصری شہزادے سعید ابراہیم کو چند سال پہلے برطانوی قومیت اختیار کر کے برطانوی فوج میں بھرتی ہونے کے جرم میں مصری قومیت سے محروم کر دیا ہے۔

زرعی اصلاحات سے متعلقہ میری پارٹی کے فیصلے مسلم لیگ کے منشور کے عین مطابق ہیں (دولتانہ)

لاہور ۵ اکتوبر۔ پنجاب کے وزیر اعلیٰ میاں ممتاز محمد خاں دولتانہ نے آج ایک پریس کانفرنس میں مجوزہ زرعی اصلاحات سے متعلق مسلم لیگ اسمبلی پارٹی کے حالیہ فیصلوں کی وضاحت کرتے ہوئے اس امر کا اعلان کیا کہ یہ فیصلے سو فیصدی مسلم لیگ کے منشور پر مبنی ہیں۔ آپ نے کہا اس سلسلے میں جو وعدے کئے گئے تھے حتی المقدور انہیں پورا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ منشور کی کوئی ایک شق بھی ایسی پیش نہیں کی جا سکتی جسے نظر انداز کیا گیا ہو یا کسی رنگ میں اس سے آگے قدم بڑھا کر منشور کی خلاف ورزی کی گئی ہو۔

پارٹی کے تنظیمی امور اور منشور کیساتھ ممبروں کی وابستگی کے متعلق بعض غلط فہمیوں کا ازالہ کرتے ہوئے آپ نے کہا منشور کو عملی جامہ پہنانے کے بارے میں پارٹی پوری طرح متحد ہے چنانچہ زرعی اصلاحات پر بحث کے وقت بلا استثنا ہر ممبر نے اس امر کا اعلان کیا کہ اس منشور کا ایک ایک لفظ جس پر انہوں نے حلف اٹھائے ہوئے ہیں ان کے لئے حکم کا درجہ رکھتا ہے۔ آپ نے کہا جہاں تک اصول کا تعلق ہے اس میں کسی کو کوئی اختلاف نہیں ہے۔ البتہ عملی تفصیلات کے بارے میں مختلف تجاویز پیش کرنے کا ہر ایک کو حق حاصل ہے۔ پارٹی کے اتحاد اور نظم و ضبط کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ بیشتر فیصلوں میں سے انیس فیصلے متفقہ طور پر عمل میں آئے۔ صرف ایک قرارداد کے متعلق جو محض ایک سب کمیٹی کے تقرر کے متعلق تھی آراء شماری کی گئی ——— جاگیروں کو ختم کرنے۔ موروثی مزارعین کو حق ملکیت دلانے۔ انہیں جبری ٹیکسوں اور بیگار وغیرہ کے علاوہ بے دخلی سے نجات دلانے اور پیداوار میں ان کا معقول حصہ مقرر کرنے کے متعلق پارٹی کے فیصلوں کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے آپ نے بتایا کہ ان اصلاحات کو مؤثر طریق پر نافذ کرنے کے لئے اس امر کا انتظام کیا جائیگا کہ مزارعین ناجائز بے دخلی۔ جبری ٹیکسوں اور بیگار وغیرہ کے مجرم زمینداروں کو ضابطہ فوجداری کے تحت نوعیت جرم کے مطابق سخت سے سخت سزا دلوا سکیں گے۔

آپ نے ان اصلاحات کو زرعی اعتبار سے انقلابی قرار دیتے ہوئے کہا ان کو اقتصادی لحاظ سے انقلابی کہنا درست نہیں۔ اس کیلئے امداد باہمی کے اصولوں پر مشترکہ ذریعہ کاشت کا بندوبست کرنا ضروری ہے۔ آپ نے مزید بتایا کہ جاگیریں ختم کرنے سے حکومت کی آمدنی میں بارہ لاکھ روپے سالانہ کا اضافہ ہوگا۔

ہندوستان میں کہیں فرقہ پرستی نہیں ہے

مسٹر کرپلانی کا انکشاف

الہ آباد ۵ اکتوبر۔ کل یہاں اپنی پارٹی کے کارکنوں سے ایک غیر رسمی بات چیت میں مسٹر کرپلانی نے کہا۔ ہندوستان میں فرقہ پرستی اور فرقہ واریت پھیلنے کی آواز اٹھانا عوام کو گمراہ کرنے کے مترادف ہے کیونکہ ایسا کوئی خطرہ موجود نہیں ہے۔ اگر ہے بھی تو وہ صرف ایسا کہنے والے لوگوں کے دماغوں ہی میں ہے۔ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے کہ کیا موجودہ فرقہ وارانہ ماحول کا تقاضا یہ نہیں کہ کانگرس کو مضبوط کر کے اس فتنہ کو ختم کیا جائے۔ مسٹر کرپلانی نے جھنجھلا کر کہا کہاں ہے یہ فرقہ پرستی۔ کس گاؤں میں اور کس شہر میں۔ بس صرف تکلیف ہے تو خوراک کپڑے پناہ اور روزمرہ کی ضروریات کی ہے لوگ بحیثیت مجموعی اپنے آپ کو پسماندہ سمجھنے لگے ہیں۔ اور اگر کہیں چند فرقہ پرست جماعتیں ہیں بھی تو۔ تو ان کی طاقت ہی کیا ہے اور ان کی عوام تک رسائی کہاں تک ہے۔ اتنے بڑے وسیع ملک میں چند آدمیوں کا فرقہ وارانہ ذہنیت کا ہونا کوئی ایسا بڑا خطرہ نہیں۔ فرقہ پرستی کی آواز بلند کرنے والے صرف عوام کی توجہات کو اصل مسائل سے پھیرنا چاہتے ہیں۔ ورنہ یہ کوئی ایسی اہم بات نہیں کہ اس کیلئے اتنا زیادہ چیخا جائے۔

ہندوستانی فوجیوں کا ایک پاکستانی گاؤں پر حملہ

گجرات ۵ اکتوبر۔ ایک خبر رساں ایجنسی کی اطلاع کے مطابق بھمبر کے نزدیک رنگی نامی گاؤں میں ہندوستانی فوجی گھس آئے اور باشندگان دیہہ کو ہتھیار دکھا کر ان کے مویشی لے جانے چاہے۔ اسی اثناء میں پاکستانی فوجیوں کو گاؤں میں ان کی آمد کی اطلاع مل گئی اور انہوں نے انہیں مار بھگایا۔ ایک ہندوستانی فوجی گرفتار بھی کر لیا گیا۔

آبادان کے کارخانوں میں بہت جلد دوبارہ کام شروع کر دیا جائیگا

طہران ۵ اکتوبر۔ آج ایرانی آئل کمیشن کے صدر مسٹر حسین مکی نے ایک بیان میں اس بات کا انکشاف کیا کہ آبادان کے تیل صاف کرنے والے کارخانوں میں بہت جلد از سر نو کام شروع کر دیا جائے گا۔ حکومت ایران نے جرمن اور سوئٹزرلینڈ کے دس ماہروں کی خدمات حاصل کر لی ہیں۔ انشاء اللہ عنقریب ہی تیل اور ہوائی جہازوں کے لئے پٹرول کا کام شروع کیا جائیگا۔ آپ نے کہا ایرانی عوام کیلئے برطانوی کاریگروں کی آخری جماعت کے چلے جانے کا دن بہت بڑی کامیابی کا دن تھا اور انہیں اس سے بیحد مسرت ہوئی ہے۔

مسٹر حسین مکی ڈاکٹر مصدق کے ہمراہ امریکہ نیویارک جا رہے ہیں۔ آج ڈاکٹر مصدق نے ایرانی پارلیمنٹ کو بتایا کہ وہ سلامتی کونسل میں کیا رویہ اختیار کریں گے۔ آپ نے اس امید کا اظہار کیا کہ سلامتی کونسل یہ تسلیم کرے گی کہ ایران حق پر ہے۔

ہیگ ۵ ستمبر۔ ہالینڈ میں ایرانی سفیر جناب حسین نواب نے ایک بیان میں کہا ہے کہ برطانیہ چونکہ تیل کی صنعت کو قومیانے کے قانون کو تسلیم کر چکا ہے۔ اور ایران ہیگ کی عدالت سے باہر ہے لہذا عدالت اب اس معاملے پر فیصلہ دینے کی مجاز نہیں رہی۔ آپ نے کہا جب کہ اب جبکہ یہ تنازعہ سلامتی کونسل میں چلا گیا ہے۔ عدالت کسی قسم کی کوئی کارروائی کرنے کی مجاز نہیں رہی۔ اور اس سب پر یہ کہ یہ ایران کا ایک داخلی معاملہ ہے اور عدالت کی سماعت کے دائرہ اختیار میں ہی نہیں ہے۔

لنڈن ۵ ستمبر۔ کل یہاں برطانوی کابینہ نے سلامتی کونسل میں پیش کئے جانے والے نئے ریزولیوشن پر غور کیا جو برطانوی کاریگروں کے پہنچ جانے سے اور تازہ ترین صورت حال کے پیش نظر مرتب کیا جا رہا ہے۔

نیویارک ۵ ستمبر۔ ایک امریکی خبر رساں ایجنسی کی اطلاع کے مطابق سلامتی کونسل میں تقریر کرنے سے پہلے امریکی نمائندے ڈاکٹر مصدق سے تنازعہ تیل کے بارے میں گفتگو کرنے کی کوشش کریں گے۔

نزدیک و دور سے ——— ۵ اکتوبر

قاہرہ ۔ عرب لیگ نے کل فیصلہ کیا ہے کہ اقوام متحدہ جنرل اسمبلی کے پیرس میں منعقد ہونے والے اجلاس میں مراکش کی آزادی کا مسئلہ پیش کیا جائے چنانچہ اس سلسلے میں مصر، عراق، شام، سعودی عرب، یمن اور لبنان نے سلامتی کونسل کو تاریں بھی دی ہیں۔

سیالکوٹ ۔ سیالکوٹ میں ایک نیا ڈگری کالج قائم کیا گیا ہے جس کا نام جناح کالج ہوگا۔ اس کا انتظام انجمن حمایت اسلام کیا کرے گی۔

نیویارک ۔ مجلس اقوام میں امریکی مندوب نے ایک بیان میں کہا ہے کہ جنرل اسمبلی کے آئندہ اجلاس میں فارموسا کے مستقبل، چین کی نمائندگی اور مشرق بعید کے دیگر مسائل کو کوریا میں صلح نہ ہونے کی وجہ سے مزید شامل نہیں کیا جائے گا۔

ٹوکیو ۔ کمیونسٹوں نے جنرل رجوے کی بات چیت کیلئے کسی نئے مقام کی تعیین کی تجویز مسترد کر دی ہے۔ پیکنگ ریڈیو نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے (م) کہا ہے کہ یہ ایک چال ہے۔ تاکہ کسی نہ کسی طرح بات چیت پھر شروع کرنے میں رکاوٹ پیدا ہو جائے۔

ایڈیٹر:۔ روشن دین تنویر بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے پاکستان ٹائمز پریس لاہور سے طبع کرا کر ۳ میکلیگن روڈ سے شائع کیا

حدیث النبیؐ

ظالم کی مدد کس طرح کی جائے؟

(از حضرت مرزا بشیر احمدؐ صاحب ایم - اے ربوہ)

حدیث :- عن انس قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم انصر اخاک ظالما او مظلوما قالوا یا رسول اللّٰہ ھذا ننصرہ مظلوما فکیف ننصرہ ظالما قال تاخذون فوق یدہ (بخاری)

ترجمہ۔ انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔ کہ اپنے مسلمان بھائی کی بہرحال امداد کرو۔ خواہ وہ ظالم ہو یا کہ مظلوم ہو۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ۔ مظلوم بھائی کی مدد کا مطلب تو ہم سمجھ گئے۔ مگر ظالم بھائی کی مدد کس طرح کی جائے؟ آپ نے فرمایا۔ ظالم کی مدد اس کے ظلم کے ہاتھ کو مضبوطی کے ساتھ روک کر کی جائے۔

تشریح :- یہ لطیف حدیث فلسفۂ اخوت اور فلسفۂ اخلاق کا نہایت گراں قدر مجموعہ ہے۔ فلسفۂ اخوت کا پہلو تو یہ ہے۔ کہ ایک مسلمان بھائی کی مدد ہر حال میں ہونی چاہیئے۔ خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم ہو۔ اخوت وہ چیز نہیں۔ جسے کسی حالت میں بھی فراموش یا نظر انداز کیا جائے۔ جو شخص ہمارا بھائی ہے۔ وہ ہر صورت میں ہماری مدد کا مستحق ہے۔ اور اس کا ظالم یا مظلوم ہونا اس کے اس حق پر کسی طرح اثر انداز نہیں ہو سکتا۔ اس کے مقابل پر اس حدیث کے فلسفۂ اخلاق کا پہلو یہ ہے۔ کہ خواہ ہمارا واسطہ غیر کے ساتھ ہو۔ یا کہ بھائی کے ساتھ ہمارا ہر حال میں فرض ہے۔ کہ دنیا سے بدی کو مٹائیں۔ اور نیکی کو قائم کریں۔ کسی کے غیر ہونے کا یہ مطلب نہیں۔ کہ ہم اس پر ظلم کریں۔ اور کسی کے بھائی ہونے کے یہ معنی نہیں کہ ہم ایک ظلم میں بھی اس کے معین و مددگار ہوں۔ اب غور کرو۔ کہ بظاہر یہ دونوں باتیں ایک دوسرے کے کس قدر مخالف اور کتنی متضاد نظر آتی ہیں۔ اگر ظالم بھائی کی مدد نہ کی جائے۔ تو اخوت کی تاریں ٹوٹتی ہیں۔ اور اگر ظالم بھائی کی مدد کی جائے۔ تو انصاف ہاتھ سے دینا پڑتا ہے۔ لیکن ہمارے آقا (فداہ نفسی) نے ان متوازی نہروں کو جو بظاہر ہمیشہ ایک دوسری سے جدا رہتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ حکمت و دانشمندی کے ایک درمیانی رودبار کے ذریعہ اس طرح ملا دیا ہے کہ وہ گویا ایک جان ہو کر بہنے لگ گئی ہیں۔ فرماتے ہیں۔ کہ اخوت ایک ایسا مقدس رشتہ ہے۔ جو کسی حالت میں ٹوٹنا نہیں چاہیئے۔ میرا بھائی خواہ اچھا ہے یا برا۔ نیک ہے یا بد۔ ظالم ہے یا مظلوم۔ بہرحال وہ میرا بھائی ہے۔ اور اس کی اخوت کی تاریں کسی حالت میں کاٹی نہیں جا سکتیں۔ لیکن خدائے اسلام ظلم کی بھی اجازت نہیں دیتا۔ اور دشمن تک سے انصاف کا حکم فرماتا ہے۔ اس لئے ان دو باتوں کو اس طرح ملاؤ کہ بھائی کی تو بہرحال مدد کرو۔ لیکن اس کے ظالم ہونے کی حالت میں اپنی مدد کی صورت کو بدل دو۔ اگر وہ مظلوم ہے۔ تو اس کے ساتھ ہو کر ظالم کا مقابلہ کرو۔ اور اگر وہ ظالم ہے۔ تو اس کے ساتھ لپٹ کر اس کے ظلم کے ہاتھ کو مضبوطی کے ساتھ روکو۔ اور اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے اس سے عرض کرو۔ کہ بھائی میرے بھائی! میں ہر حال میں تمہارے ساتھ ہوں۔ مگر اسلام ظلم کی اجازت نہیں دیتا۔ اس لئے میں تمہارے ہاتھ کو ظلم کی طرف بڑھنے نہیں دوں گا۔ یہ وہ مقدس اصول ہے۔ جو اس حدیث میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے قائم فرمایا ہے۔ یہ خیال کرنا جیسا کہ بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ اس حدیث میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے محض زور دینے کی خاطر سے خاص قسم کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ ورنہ مقصد یہی ہے۔ کہ اگر تمہارا بھائی مظلوم ہے۔ تو اسکی مدد کرو اور اگر وہ ظالم ہے تو اس کے خلاف کھڑے ہو جاؤ۔ بالکل غلط اور حدیث کے حکیمانہ الفاظ کے ساتھ گویا کھیلنے کے مترادف ہے۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہی منشا ہوتا۔ تو آپ بڑی آسانی کے ساتھ فرما سکتے تھے۔ کہ تم بہرحال ظلم کا مقابلہ کرو۔ خواہ وہ تمہارے دشمن کی طرف سے ہو۔ یا تمہارے بھائی مسلمان کی طرف سے۔ لیکن آپؐ نے ہرگز ایسا نہیں فرمایا۔ بلکہ آپؐ نے اس فرمان میں بظاہر دو متضاد باتوں کو ملا کر ایک نہایت لطیف اور اچھوتا نظریہ قائم فرمایا ہے جو یہ ہے کہ :-

(۱) بھائی بہرحال مدد کا مستحق ہے (۲) ظلم کا بہرحال مقابلہ ہونا چاہیئے۔ (۳) اگر بھائی ظالم ہو۔ تو اس کے ساتھ ہو کر اس کے ظلم کے ہاتھ کو مضبوطی سے روکو تاکہ اخوت بھی قائم رہے۔ اور ظلم کا انسداد بھی ہو جائے۔

یہ وہ مرکب نظریہ ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آج سے چودہ سو سال پیشتر عرب کے صحرا سے اٹھ کر دنیا کے سامنے پیش کیا۔ لیکن آج تک یورپ و امریکہ کی کوئی ترقی یافتہ قوم بھی اس نظریہ کی بلندی کو نہیں پہنچ سکی۔ انہوں نے اگر کسی قوم کے ساتھ اخوت کا عہد باندھا تو اس اخوت کے اکرام میں بے پناہ ظلم کا دروازہ کھول دیا۔ اور اگر بزعم خود کسی ظلم کے انسداد کیلئے اٹھے۔ تو اخوت کے عہد کی دھجیاں اڑا دیں۔ (چالیس جواہر پارے)

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد

زکوٰۃ کی تقرری کی حکمت

"زکوٰۃ جس رنگ میں رکھی گئی ہے اس میں یہ حکمت ہے کہ اگر یونہی صدقہ کا حکم دیا جاتا۔ رقم اور قیمت مقرر نہ ہوتا۔ تو بہت لوگ نہ دیتے۔ اس لئے تھوڑے سے تھوڑا چندہ شریعت نے خود مقرر کر دیا کہ اس قدر اپنے مال سے ضرور دیا جائے۔ اس سے زائد جو دے وہ انعام کا مستحق سمجھا جائے۔ اور جو اس حد تک بھی نہ دے وہ مجرم ہو پس تم اس حد کو پورا کرو۔ دوسرا اس کے مقرر کرنے میں یہ فائدہ ہے۔ کہ بعض لوگوں کو جو ضروریات آپڑتی ہیں۔ ان کو فرداً فرداً پورا نہیں جا سکتا۔ . . . . . تو زکوٰۃ سے غرباء کو بھی دیا جاتا ہے۔ تاکہ اپنی ضروریات کو پورا کریں۔ مگر ان کو بھی دیا جاتا ہے جنہیں کاروبار چلانے کے لئے ضرورت ہو۔ اور پیشہ در ہوں۔ پس زکوٰۃ کے فنڈ سے ایسے لوگوں کو دیا جاتا ہے۔ افراد کے چندہ سے ان کا کام نہیں چل سکتا۔ پھر بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ جو دوسرے کا احسان اٹھانا پسند نہیں کر سکتے وہ بھوکے مر جائیں گے مگر یہ گوارا نہیں کریں گے۔ کہ زید کے سامنے جائیں۔ اور اپنی ضروریات کے لئے اس سے کچھ حاصل کریں۔ چونکہ ایسی طبیعت کئی لوگوں کی خدا نے بنائی ہوتی ہے۔ اور ان کا خیال رکھنا بھی ضروری ہوتا ہے۔ اس لئے شریعت نے یہ رکھا ہے۔ کہ حکومت امراء سے لے اور ایسے لوگوں کو دے۔ تاکہ وہ طبائع جو کسی کا احسان نہیں اٹھانا چاہتیں۔ وہ اس طرح مدد پائیں۔" (ملائکۃ اللہ صہ ۶۲)

زکوٰۃ کی تمام رقوم مرکز میں محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ ربوہ کے نام آنی چاہئیں۔ تاکہ امام وقت کی ہدایات کے ماتحت مستحقین میں خرچ ہو سکیں۔ (ناظر بیت المال ربوہ)

خدام الاحمدیہ کا گیارھواں سالانہ اجتماع

۱۲-۱۳-۱۴- اکتوبر ۱۹۵۱ء

سالانہ اجتماع اب بالکل قریب آچکا ہے۔ اس کے متعلق مجالس کو بذریعہ الفضل اور بذریعہ سرکلر بیرڈز نہایت وضاحت سے اور بار بار آگاہ کیا جا چکا ہے۔ چونکہ اب وقت بالکل ہی کم ہے اس لئے مختصراً گذارش ہے کہ مجالس (۱) اجتماع میں شامل ہونے کیلئے خدام میں تحریک کریں۔

(۲) مرکز کو بواپسی مطلع کریں کہ ان کی مجلس سے کتنے خدام اجتماع میں شامل ہو رہے ہیں۔

(۳) شوریٰ کے نمائندگان کا انتخاب کر کے جلد بھجوائیں۔ ان نمائندوں کے پاس قائد کی طرف سے تعارف نامہ ہونا ضروری ہے۔

(۴) جو خدام اجتماع میں شامل ہونے کے لئے آئیں ان کا امیر دفتر بیرون میں داخلہ کے وقت تحریری رپورٹ دے کہ میرے ساتھ فلاں فلاں خادم آیا ہے اور اس کے علاوہ اور کوئی آدمی نہیں۔

(۵) علمی اور ورزشی مقابلوں کے لئے نام جلد تر آنے ضروری ہیں۔

(۶) شوریٰ کا ایجنڈا بھجوایا جا چکا ہے۔ مجالس اس پر غور کر کے اپنی رائے سے نمائندگان کو مطلع کریں۔

(۷) ہر خادم کے پاس اس کا عقیدہ بعد ضروری سامان موجود ہونا ضروری ہے۔

(۸) ہر خادم کے لئے بیج لگانا ضروری ہوگا۔ جو مقام اجتماع میں دفتر مرکزیہ سے قیمتاً مل سکے گا۔

(۹) مجالس کے نمائندے اپنی مجلس کے متعلق مکمل معلومات رکھتے ہوں۔ دوران سال میں جو ہدایات مرکز کی طرف سے گئی تھیں اور ان کے متعلق دریافت کیا جائے گا کہ کس حد تک مجالس نے عمل کیا۔

(۱۰) سالانہ اجتماع پر تحریک جدید دفتر دوم کو کامیاب بنانے کی مساعی کے متعلق دریافت کیا جائیگا۔

(۱۱) ابھی سے صفیں درست رکھنے کی تربیت دلائی جائے۔

(۱۲) ہر خادم کو جو اجتماع میں شامل ہو رہا ہو یہ تاکید کر دی جائے کہ وہ دوران اجتماع میں نظام کی پابندی کا پورا احترام کرے۔ کوئی خادم کسی وقت بیکار نہ پھرے۔ یا وہ کسی مقابلہ میں حصہ لے رہا ہو یا مقابلہ دیکھ رہا ہو۔

(۱۳) سب سے اہم بات چندہ سالانہ اجتماع کی ادائیگی ہے۔ اس وقت تک بہت کم مجالس نے چندہ بھجوایا ہے روپیہ کی کمی کی وجہ سے کام کے رک جانے کا اندیشہ ہے۔ پس اس طرح فوری توجہ فرمائیں۔ جمع شدہ چندہ فوراً بھجوا دیں۔ یہ چندہ ہر خادم سے وصول کیا جائے۔ خواہ وہ اجتماع میں شریک ہو یا نہ ہو۔

نائب معتمد خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ

روزنامہ الفضل لاہور
۶ ؍ اکتوبر ۱۹۵۱ء

حقیقی توحید

"تصوف کے عجائبات میں سے ایک اعجوبہ تصور شیخ بھی ہے ـــ اس کی صحیح ترین تعبیر کو پیش کرتے ہوئے مولانا ظفر احمد صاحب تھانوی فرماتے ہیں،

"تصور شیخ کی حقیقت صرف اس قدر ہے۔ کہ وصول الی اللہ کے لئے قلب کو حب دنیا اور علائق ماسویٰ سے پاک وصاف کرنا ضروری ہے اس کا ایک طریقہ تو یہ تھا کہ ہر چیز کی محبت کو ایک ایک کر کے الگ الگ نکالا جائے، یہ راستہ طویل بھی ہے اور دشوار بھی ہے۔ اس لئے بعض محققین نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ ان سب پر کسی ایک کی محبت کو غالب کر دیا جائے۔ اس کے غلبہ سے دوسری اشیاء کی محبت مغلوب و مضمحل ہو کر معدوم یا کالمعدوم ہو جائے گی۔ پھر اس ایک کی محبت کا مغلوب کرنا یا نکالنا زیادہ دشوار نہ ہو گا۔ . . . . جب غلبہ شیخ سے دوسری اشیاء کی محبت مغلوب ہو جائے، تو حب شیخ کو مغلوب کرنے کے لئے تصور رسول کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اس کے بعد فنا فی اللہ کا راستہ شروع کر دیا جاتا ہے (ترجمان القرآن ستمبر ۱۹۵۱ء)

مولانا ابوالاعلیٰ صاحب مودودی ترجمان القرآن کے اسی شمارہ میں لکھتے ہیں:۔ تصور شیخ کی جو تعبیر آپ نے فرمائی ہے۔ اس پر کسی اعتراض کی گنجائش نہیں ہے۔ تدبیر کی حد تک اسے مباح مانا جائے گا" ـــ انا للہ وانا الیہ راجعون

ہم تو یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہمیں مودودی صاحب کی بعض تعبیرات اور مفروضوں سے اختلاف ہو ان کے طریق کار کے حسن و قبح پر بھی جرح و تنقید کا اپنے کو مجاز سمجھتے ہیں۔ اسی طرح ان کی سیاسی روش پر بھی حرف گیری ہو سکتی ہے۔ لیکن یہ خیال ہمارے حاشیہ ذہن میں نہیں آ سکتا تھا۔ کہ ان کے نظریہ توحید پر بھی ہمیں کچھ کہنے کا موقع ملے گا۔

بالخصوص جب کہ ان کے پورے افکار کا مدار و محور ہی یہ توحید ہے، اور توحید بھی ایسی کہ فکر و عمل کا کوئی انحراف اس کے حدود سے باہر نہیں حتیٰ کہ غیر اسلامی آئین رکھنے والی حکومت سے تعاون تک شرک بواح ہے ـــ ایک طرف توحید کے پھیلاؤ اور وسعتوں کا یہ عالم اور دوسری طرف یہ سمٹاؤ اور تنزل کہ تصور شیخ کی اباحت کا فتوےٰ

ضدان مفترقان ای تفرق

مولانا ظفر احمد صاحب تھانوی نے جو زبان اور تعبیر تصور شیخ کے عقیدہ کو حق بجانب ٹھہرانے کے لئے اختیار کی ہے۔ اور جن فوائد و مصالح کا تذکرہ کیا ہے۔ ہمیں ان سب سے کلیۃً اختلاف ہے، چنانچہ وصول الی اللہ جس پر انہوں نے اپنے استدلال کی بنیاد رکھی ہے، کتاب و سنت کی زبان نہیں"، تصوف خانقاہ کی اصطلاح ہے۔ قرآن و سنت میں جو شے مطلوب ہے۔ وہ صرف اللہ کی محبت ہے۔ والذین اٰمنوا اشد حباً للّٰہ جو لوگ مومن ہیں۔ ان کی محبت اللہ تعالےٰ سے بہت زیادہ ہوتی ہے۔

قلب کو حب دنیا اور علائق ماسویٰ اللہ سے پاک وصاف کرنے کو مقصود شرعی ٹھہرانا بھی اسی متصوفانہ پیرایہ بیان کی غلطی کا منطقی نتیجہ ہے اور نہ قرآن و سنت کے احکام اس بارے میں بالکل واضح ہیں؛ در رسالہ الاعتصام گوجرانوالہ ۵ ؍ اکتوبر ۱۹۵۱ء)

ہمیں اس میں کچھ زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم صرف یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ تصوف میں جو غیر شرعی باتیں شامل ہو گئی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑے زور سے ان کا قلع قمع فرمایا ہے۔ اور اس محبت کو جو صرف اللہ تعالےٰ سے بوجہ اس کے قادر مطلق اور مالک یوم الدین ہونے کے انسان کو ہونی چاہیئے۔ اس کا کسی دوسرے کے لئے اظہار خواہ وہ اقطاب و ابدال کا رتبہ رکھتا ہو یا محدث کا بلکہ وہ نبی اللہ ہی کیوں نہ ہو قرآن کریم نے اس کی بہت زور سے تردید کی ہے اور بنی اسرائیل کو اسلئے بھی مجرم گردانا ہے۔ کہ وہ انبیا علیہم السلام کو ارباب من دون اللّٰہ بنا دیتے تھے۔

آخر شرک ہے کس چیز کا نام؟ یہ بھی شرک ہے کہ ذکر میں اللہ تعالےٰ کے سوا کسی دوسری چیز کا تصور جمایا جائے خواہ وہ شیخ اکبر ہی کیوں نہ ہو۔ تصور شیخ یقیناً شرک اور بت پرستی ہی کی شاخ ہے۔ اور محض یہ کہکر کہ یہ تو محض توجہ کی مشق کے لئے کیا جاتا ہے۔ اس کو جائز نہیں قرار دیا جا سکتا اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں کفار کے اس کہنے کو بھی شرک قرار دیتا ہے کہ بتوں کی پوجا کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے وسیلہ بنایا جائے۔

ہم یہاں صرف ایک حوالہ "سلسلہ احمدیہ" مصنفہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے سے درج کر دیتے ہیں۔

"تیسرا عقیدہ۔ آپ نے یہ پیش کیا کہ دنیا کو بتایا کہ حقیقی توحید صرف یہ نہیں کہ صرف منہ سے خدا کے ایک ہونے کا اقرار کیا جائے۔ اور شرک صرف اس بات میں محدود نہیں کہ کسی بت یا انسان یا سورج یا پہاڑ یا دریا کو خدا مان کر اس کے سامنے سجدہ کیا جائے۔ بلکہ یہ چیزیں صرف موٹے طور پر توحید اور شرک کو بیان کرتی ہیں اور توحید اور شرک کی حقیقی تشریح ان سے بہت زیادہ وسیع اور بہت زیادہ گہری ہے چنانچہ آپ نے بتایا کہ اصل توحید یہ ہے۔ کہ انسان نہ صرف منہ سے خدا کے ایک ہونے کا قائل ہو۔ بلکہ اس کی کامل محبت اور کامل خوف اور کامل بھروسہ صرف خدا کی ذات کے ساتھ وابستہ ہے اور یہ کہ شرک صرف یہ نہیں کہ کسی بت وغیرہ کی پرستش کی جائے بلکہ حقیقی شرک میں یہ بات بھی داخل ہے کہ انسان کسی چیز کی ایسی عزت کرے جو خدا کی کرنی چاہیئے۔ اور کسی چیز کے ساتھ ایسی محبت کرے جو خدا سے کرنی چاہیئے۔ اور کسی چیز سے ایسا خوف کھائے جو خدا سے کھانا چاہیئے اور کسی چیز پر ایسا بھروسہ کرے جو خدا پر کرنا چاہیئے۔ آپ فرماتے ہیں:

هر چہ غیرِ خدا بخاطرِ تُست
آں بتِ تُست اے بایماں سُست
پُر حذر باش زیں بُتانِ نہاں
دامنِ دل زدستِ شاں برہاں

"یعنی ہر وہ چیز کہ جو خدا کے مقابل پر تیرے دل میں جگہ پائے ہوئے ہے؛ تیرے دل کا ایک مخفی بت ہے۔ مگر اے کمزور ایماں والے شخص تو اسے سمجھتا نہیں تجھے چاہیئے کہ اپنے ان مخفی بتوں کی طرف سے ہوشیار رہے اور اپنے دل کے دامن کو ان کی گرفت سے بچا کر رکھے"۔

(سلسلہ احمدیہ صفحہ ۲۶۱)

آج میں چھیڑتا ہوں زمزمۂ بستانی

اب نہیں دہر میں گو رسمِ قصیدہ خوانی
بجھ گئی شمعِ شبستانِ خمِ خاقانی

تیرا ماحول ہے پر اتنا قصیدہ پرور
رسمِ حاضر کا میں رہ سکتا نہیں زندانی

میں کہ آوارۂ ترنم تھا بیابانوں میں
آج میں چھیڑتا ہوں زمزمۂ بستانی

قربتِ گل میں کہ ہے مرکزِ رقصِ نکہت
بلبلِ زار کو لازم ہے جگر افشانی

توڑ کر رکھتی ہے جو تارِ ربابِ دل کے
زمزمہ گر کی وہ ہوتی ہے نوا وجدانی

چشمِ موسیٰ کی پڑے ضرب تو جاگ اٹھتی ہے
سینۂ طور میں خوابیدہ ضیا سامانی

عشق نے کر دیا پرویز کو زندہ ورنہ
روکشِ تیشۂ فرہاد نہ تھی سلطانی

ہو نہیں سکتی چمن زار میں تکمیلِ بہار
یاسمینی کے اگر ساتھ نہ ہو ریحانی

ہو گیا خون سفید ارض کی شریانوں کا
خاک ہے شعلہ فشاں اور ہوا طوفانی

اس تگ و تاز میں ہیں تنکدے برق بپا
ہے مگر میرا حرم بتکدۂ حیرانی

موجیں خاموش ہیں تنویرؔ مرے دریا کی
گرچہ ہر جوئے تنک سایہ میں ہے طغیانی

زوالِ امت کے اسباب

اور

اصلاحِ حال کا آسمانی طریق کار

مسعود احمد

یہ سوال روئے زمین پر بسنے والے مسلمانوں کے دلوں میں اکثر و بیشتر اٹھتا رہا ہے کہ خیر امت کے انحطاط اور اس کے زوال کے اسباب کیا ہیں۔ اور آخر کونسا طریق ہے کہ جس کی مدد سے یہ امت نہ صرف اپنی کھوئی ہوئی عظمت دوبارہ حاصل کرسکتی ہے۔ بلکہ عملی رنگ میں اسلام کو کل ادیان پر غالب کر دکھانے میں بھی کامیاب ہوسکتی ہے۔

ایک قدرتی امر

ہر دردمند مسلمان کے دل میں اس سوال کا اٹھنا ایک قدرتی امر ہے۔ اس لئے کہ اسلام کی مظلومی اپنی انتہا کو پہونچ گئی۔ اور اس کے ماننے والوں کی ذلت و خواری کا بھی کوئی ٹھکانا نہیں رہا۔ نہ اعتقاد صحیح ہے۔ اور نہ عمل بے خلوص ایمان چند الفاظ میں اور عمل چند بے معنی رسومات میں گم ہوکر رہ گیا ہے۔ اسلام اور اہل اسلام کی یہ خستہ حالت کیوں نہ ہر دردمند دل کو یہ سوچنے پر مجبور کرے کہ آخر اس نحبت و ادبار اور اس حالت زار کی وجہ کیا ہے۔ اور اس سے نجات حاصل کرنے کی صورت کیا ہوسکتی ہے۔

گزشتہ ایک صدی سے بالخصوص یہ سوال لوگوں کے دلوں میں برابر اٹھتا رہا ہے۔ اور اب تک بدستور انہیں بے چین کئے ہوئے ہے۔ چنانچہ ابھی کچھ زیادہ عرصہ نہیں گزرا کہ اقبال اکیڈیمی کے جاری کردہ رسالہ "پیغام حق" نے قرآن نمبر شائع کیا۔ اور اس میں مسلمانوں کی موجودہ بدحالی اور خود مسلمانوں ہی کے ہاتھوں اسلام کی پامالی پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ اور گزشتہ امتوں کے واقعات پیش کرکر کے واضح کیا۔ کہ ہدایت یافتہ ہونے کے باوجود کس طرح وہ عذاب الٰہی کی مورد بنیں۔ اور کس طرح انہیں اسی دنیا میں انتہا درجہ کی ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑا۔ اس کے بعد طلوع اسلام کراچی نے ایک سلسلہ شروع کیا جس میں اپنے قارئین سے رائے طلب کی۔ کہ وہ غور و خوض کے بعد اس امر پر روشنی ڈالیں کہ زوال امت کے اسباب کیا ہیں۔ اور زوال کے اس چکر سے بچ نکلنے کا راستہ کیا ہے، چنانچہ کئی ماہ تک اس ضمن میں مضامین شائع ہوتے رہے۔ لکھنے والوں میں غیر معروف حضرات کے علاوہ عبدالماجد صاحب دریا آبادی اور محمد حسین صاحب عرشی (دارالقرآن لاہور) بھی شامل تھے۔ نیز ادارے کی طرف سے جمال الدین صاحب افغانی کے "افادات" میں سے بھی ایک طویل اقتباس نقل کیا گیا۔ جس میں مسئلہ زیر بحث پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی تھی۔

دردانگیز نقشہ

ان تمام مضامین میں خیر امت کی زبوں حالی اور خود مسلمانوں کے ہاتھوں اسلام کی پامالی کا جو دردانگیز نقشہ کھینچا گیا۔ وہ پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ اس لئے کہ اسلام کی مظلومیت کا جائزہ لئے بغیر اس امر کا صحیح احساس مشکل ہے کہ اصلاح حال کے لئے کونسا طریق اختیار کرنا ضروری ہے۔ چنانچہ ذیل میں "طلوع اسلام" سے وہ تمام اقتباسات نقل کئے جاتے ہیں۔ کہ جن میں مسئلہ زیر بحث کے اس پہلو کو خوب اجاگر کرکے پیش کیا گیا ہے۔ مولانا عبدالماجد صاحب دریا آبادی نے لکھا:۔

"امت اور افراد امت کی بدکاریاں نافرمانیاں اور معصیت کوشیاں بھی کچھ کم نہیں ہیں، جن کا طبعی مقتضا عذاب ہی ہے۔" (طلوع اسلام اگست ۱۹۴۹ء)

محمد حسین صاحب عرشی نے اپنے مضمون میں اس امر پر زور دیا کہ کوئی ایک عقیدہ ایسا نہیں ہے۔ کہ جسے مسخ کرنے کی کوشش نہ کی گئی ہو۔ حتی کہ توحید جیسا بنیادی اور متفقہ علیہ عقیدہ بھی ہماری شومئ قسمت سے تبدیل ہوچکا ہے۔ ہر فرقہ کا نظریۂ توحید مختلف ہے لکھتے ہیں:۔

"ہمارا مرض عالمی مرض ہے ہم مسلمان کہلانے والے دنیا کے ہر گوشہ میں ادبار و تسفل کے گڑھے میں گرتے جارہے ہیں۔ جہاں ہم محکوم ہیں وہاں یہی ذلت ہمارے لئے کافی ہے۔ اور جہاں آزاد کہلاتے ہیں۔ سچ پوچھئے تو وہاں بھی ہمارے محکوم ہم سے اچھے ہیں۔ ہم ہر لحاظ سے آزادی کے غیر مستحق اور نااہل ثابت ہورہے ہیں۔ ہماری جمعیت بے شمار قسم کے سیاسی اور مذہبی گروہوں میں بٹ چکی ہے اگر ہمارے سامنے دین و دنیا کے کروڑ مسئلے درپیش ہیں۔ تو ان میں ایک بھی ایسا نہیں جس پر ہماری تمام جماعتیں متفق ہوں اور تو اور ہمارا سب سے بنیادی اور واحد مسئلہ بمسئلہ توحید ہے اسلامی توحید جس کے علو و عظمت کا غیر مذاہب کے اعاظم رجال بلکہ دہریوں تک کو بھی اعتراف کرنا پڑا۔ حد یہ ہے کہ ہمارے اندر اس کا بھی کوئی متفقہ تصور نہیں رہا۔ ہر پارٹی کی توحید دوسری پارٹیوں کی توحید سے الگ۔ ایک کی توحید کا دوسرے کی توحید سے اتنا ہی فرق ہے۔ جتنا توحید اور شرک میں"۔

(طلوع اسلام اگست ۱۹۴۹ء ص۳۶)

یہود کے نقش قدم پر

بگاڑ کی نوعیت معلوم کرنے کے بعد عرشی صاحب کی زبانی اب یہ سنئے کہ امت مسلمہ نے بگڑی ہوئی سابقہ امتوں میں سے کس کی مشابہت اختیار کرلی ہے۔ اور افراد امت خدا تعالیٰ کی نگاہ میں کس سزا کے مستحق ہیں۔

"جو برائیاں یہود کی بتائی گئی ہیں اور جن کو ان کی مغضوبیت اور مسکنت کا سبب قرار دیا گیا ہے۔ میں بار بار ان پر نظر کرتا ہوں۔ اور اپنی قوم کو دیکھتا ہوں حقیر قیمت پر آیات و خداوندی کی تجارت ہمارے ہاں ہورہی ہے۔ التباس حق و باطل اور کتمان حق میں ہم کسی سے پیچھے نہیں۔ لوگوں کو وعظ کہنا اور خود غرق معاصی رہنا ہمارے اہل قلم اور زبان آوروں کا عام شیوہ ہے۔ بچھڑے کی نہیں تو اینٹ پتھر کی پوجا ہمارے ہاں سناتنی ہندوؤں سے کم نہیں شائد کوئی کہے کہ سبت کی زیادتی اور قتل انبیاء کا جرم ہم پر ثابت نہیں میں کہوں گا کہ ہم اس میں بھی یہود سے پیچھے نہیں۔ جمعہ کے متعلق سب سے بڑی اسلامی سلطنت پاکستان میں قرآنی احکام کی کیا پرواہ کی جاتی ہے باقی رہا قتل انبیاء تو نبوت کا سلسلہ بند نہ ہوجاتا تو اس میں بھی ہم کمی نہ کرتے"۔

(مضمون سلطنت یہود اور قرآن مطبوعہ طلوع اسلام جون ۱۹۴۹ء)

مماثلت یہود کا لازمی نتیجہ

ایک اور جگہ لکھتے ہیں کہ یہود سے مماثلت کا لازمی نتیجہ یہ ہے۔ کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور موجودہ مسلمانوں میں کوئی بات مشترک نہیں رہی۔

"معاف فرمائیے اگر میں یہ کہہ دوں کہ اگر رسول اللہ صلعم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس وقت دنیا میں تشریف لے آئیں۔ اور ہم نے گزشتہ تیرہ چودہ سو سال میں جو "دین" کے متضاد و متخالف انبار تیار کئے ہیں۔ آپ کے سامنے رکھ دیں۔ تو آپ یقیناً اس سے قطعی ناواقفیت اور بیزاری کا اظہار کریں گے۔ ادھر ہمارے فرقے اپنے اپنے "دین" میں اتنے پکے ہیں کہ جب وہ ان ابتدائی مسلمانوں کو دیکھیں گے۔ کہ نہ تعزیئے کی تائید کرتے ہیں نہ عرس و قوالی سے رغبت رکھتے ہیں۔ نہ صوفیائے کرام کی اصطلاحات سے واقف ہیں نہ محدثین کے رجال۔ جرح و تنقید اور تطبیق حدیث کے فن میں مہارت رکھتے ہیں تو ان بزرگوں کی دینداری سے متعلق تحیر و تذبذب میں ڈوب جائیں گے"۔

(طلوع اسلام اگست ۱۹۴۹ء)

قابل غور بات

زوال امت کے اس دردانگیز بیان کے بعد سوال پیدا ہوتا ہے کہ اصلاح کا طریق کیا ہے۔ سو اس ضمن میں بھی تمام مضامین اور مراسلہ نگاروں نے اس امر پر ہی زور دیا ہے کہ اصلاح کی تمام تر ذمہ واری خود افراد امت پر ہے۔ اس میں شک نہیں کہ امت اور افراد امت کو خود اس قعر ذلت سے نکلنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ لیکن قابل غور بات یہ ہے کہ آیا اس خیر امت کو جو سب سے آخری پیغام کی حامل قرار دی گئی ہے۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے اس لئے پیدا کیا گیا ہے۔ کہ وہ کامل ترین شریعت کی حامل ہونے کے باوجود بھٹک جائے۔ حتی کہ یہود سے مشابہت پیدا کرلے۔ اغیار کے ہاتھوں ذلت و رسوائی کی زندگی بسر کرتی پھرے۔ الغرض دن رات اس کی مسکنت میں اضافہ ہوتا چلا جائے اور نعوذ باللہ خدا آسمان پر بیٹھا یہ سب تماشہ دیکھتا رہے — بلاشبہ جو قوم بھی دین سے انحراف اختیار کرتی ہے وہ ذلت و مسکنت کے عذاب کی سزاوار قرار پاتی ہے۔ لیکن یہ امر خالق کائنات کی بے ہمتہ شان کے خلاف ہے۔ کہ وہ کسی قوم کو بالکل اس کے حال پر چھوڑ دے۔ اور وہ ابدالآباد تک اپنی معصیت کوشی کی سزا بھگتنے پر مجبور ہو۔ اگر بھٹکے ہوئے مسلمانوں نے کامل شریعت پر عمل پیرا ہوکر خود ہی راہ راست پر آنا ہے۔ تو آخر ہدایت کی وہ کونسی رات آئے گی۔ کہ جس کے گزرنے پر وہ نام نہاد مسلمان جو اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے یہود کے مشابہ ہوچکے ہیں صبح اٹھیں گے۔ تو آپ ہی آپ قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی جیتی جاگتی تصویر بن جائیں گے — اگر خدا ایک دفعہ کامل ترین شریعت اتار کر اس شریعت اور اس کے حاملین سے بے تعلق ہو بیٹھا ہے۔ تو

(باقی دیکھیں صفحہ پر)

اسلام کا نظام مالیات (۱)

(از مکرم مولوی محمد احمد صاحب ثاقب پروفیسر جامعۃ المبشرین ربوہ)

ماہرین اقتصادیات جانتے ہیں۔ کہ کسی قوم یا حکومت کی اساس کی مضبوطی اس کے مالی نظام کی ہمہ گیری اور مضبوطی کے ساتھ وابستہ ہوتی ہے۔ اگر امریکہ اور برطانیہ اس وقت تمام دنیا کی سیاست پر چھائے ہوئے ہیں۔ تو اپنے مالی نظام کی مضبوطی کی وجہ سے۔ یہی وجہ ہے کہ اب جوں جوں برطانیہ کا نظامِ مالیات کمزور ہوتا جاتا ہے۔ توں توں اسکی حکومت کی جڑیں بھی کھوکھلی ہوتی جارہی ہیں۔

اسلام کا پرچم کسی وقت اکناف عالم پر لہراتا رہا ہے۔ جہاں جہاں اسلامی حکومتیں قائم ہوئیں۔ وہاں وہاں انہوں نے اسلامی نظام قائم کیا۔ اور صدیوں حکومت کی۔ مگر افسوس ہے۔ کہ اسلام کے ہمہ گیر اصولوں کو غیروں نے اپنالیا۔ اور رفتہ رفتہ ساری دنیا پر غلبہ حاصل کرلیا۔ لیکن خود اسلامی حکومتیں ان اصولوں کو ترک کرکے کمزور اور غیروں کی محتاج ہوگئیں۔

اب پھر اسلامی حکومتوں کو اپنی کمزوریوں کا احساس ہوتا نظر آرہا ہے۔ اور وہ پھر کروٹ لینا چاہتی ہیں۔ اور اپنی کھوئی ہوئی شوکت کو دوبارہ حاصل کرنے کے لئے بیتاب معلوم ہوتی ہیں۔ لیکن یہ اسی صورت میں ممکن ہے۔ اگر وہ مغرب کی تقلید کی بجائے اسلام کے پیش کردہ اصولوں کو اپنائیں اور ان کی ہمہ گیری سے فائدہ اٹھائیں۔

اپنے اس مختصر سے مضمون میں میں اسلام کے نظام مالیات کے متعلق بعض اصول پیش کروں گا۔ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے جس کو پیدا کیا ہے۔ خواہ وہ حیوان ہو یا انسان درندہ ہو یا چرندہ زمین میں ہو یا آسمان میں۔ اس کے لئے اس نے رزق دینے کا ذمہ لیا ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقھا (ہود) کہ زمین پر چلنے والا خواہ کوئی بھی جاندار ہو۔ اس کے رزق کی ذمہ داری خود اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لی ہے۔ اسی طرح فرماتا ہے۔ وفی السماء رزقکم وما توعدون۔ (الذاریات) یعنی تمہارا رزق اور جس چیز کا تم کو وعدہ دیا گیا ہے۔ سب آسمان میں موجود ہے۔

اس میں شبہ نہیں کہ ہر جاندار کے لئے رزق موجود ہے۔ لیکن اس سے صحیح رنگ میں فائدہ وہی اٹھا سکتا ہے۔ جس کا کوئی خاص نظام ہو۔ کسی قسم انتظامی قابلیت کے بغیر حیوانوں لیکن اس کا فائدہ اس کی ذات تک ہی محدود رہتا ہے۔ لیکن اگر یہی کسبِ معاش کسی انتظام کے ماتحت ہو۔ تو اس کا فائدہ نہ صرف افراد کو پہنچے گا۔ بلکہ اقوام بھی اس سے حصہ لیں گی۔ اور اس کے نتائج مفید اور دیرپا ثابت ہوں گے۔

اسلام چونکہ عالمگیر اور مکمل مذہب ہے۔ اس لئے اسلام کے نظام مالیات میں انسان کی انفرادی اور اجتماعی دونوں ضرورتوں کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ اور ہر دو کے لئے مکمل ضابطہ پیش کیا گیا ہے۔ چنانچہ میں سب سے پہلے اسلام کے نظام مالیات کے اس حصہ کے متعلق بحث کروں گا۔ جس میں افراد کے لئے رہنمائی کی گئی ہے۔

انفرادی نظامِ معیشت

جماعتی نظاموں میں جماعت کی مثال انسانی جسم کی مانند ہوتی ہے۔ اور فرد کی مثال جسم کے کسی عضو مثلاً انگلی ہاتھ یا پاؤں کی مانند جس طرح جسمانی اعضاء جسم سے علیحدہ نہیں کئے جاسکتے۔ اور جسم بغیر اعضاء کی ترکیب کے جسم نہیں رہتا۔ اسی طرح کسی اجتماعی نظام میں افراد کو فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ ان دونوں کے درمیان ایسا تلازم اور رابطہ ہے۔ کہ ایک کے فقدان سے دوسرے کا فقدان لازم ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اسلام نے کسی نظام میں بھی انسان کی انفرادی حیثیت کو فراموش نہیں کیا۔ اور اسی طرح کسی انفرادی حکم کو اجتماعی حیثیت سے بے نیاز نہیں کیا۔ خواہ وہ نظام عبادات کے متعلق ہو یا معاملات کے متعلق۔ اگر ایک جگہ فرائض کی تکمیل اور تروتازگی کے لئے نوافل کو ضروری قرار دیا ہے۔ تو دوسری جگہ نوافل کو اتنا درجہ بھی نہیں دیا۔ کہ کوئی شخص فرائض کو چھوڑ کر محض نوافل کی ادائیگی سے اپنے ذمہ سے عہدہ برآ ہوسکے۔

یہی حال مالی نظام کا ہے۔ کہ اس میں بھی کوئی ضابطہ ایسا نہیں ہے۔ جس پر عمل کرنے سے انسان کی اجتماعی حیثیت کو تقویت نہ پہنچتی ہو۔ لیکن ایسا بھی نہیں ہے کہ انسان اجتماعی ضابطہ کو ترک کرکے محض انفرادی اصولوں پر عمل کرکے نجات حاصل کرسکے۔

افراد کے لئے پہلا ضابطۂ عمل
کسبِ حلال کے لئے جدوجہد

جیسا کہ اوپر بیان کیا جاچکا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے ہر جاندار کے لئے رزق پیدا کیا ہے۔ اور ساتھ ہی انسان کو حیوان پر اس امر کی فضیلت دی ہے۔ کہ وہ عقل سے کام لیتے ہوئے اپنے رزق کی راہوں کو خود تلاش کرکے ان میں وسعت پیدا کرسکتا ہے۔ لیکن اگر وہ ایسا نہیں کرتا۔ تو اس میں اور حیوان میں کوئی فرق نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام میں گداگری کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں رکھی گئی۔ اور یہی وجہ ہے کہ اسلام انسانوں کو خود ترغیب دیتا ہے۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے پیدا کردہ رزقِ حلال کے لئے جائز وسائل کو کام میں لائیں۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ ان الذین تعبدون من دون اللہ لا یملکون لکم رزقا فابتغوا عند اللہ الرزق (عنکبوت) یعنی جن لوگوں کو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو۔ وہ تمہارے رزق کے مالک نہیں ہیں۔ کیونکہ رزق اللہ تعالےٰ نے پیدا کیا ہے۔ اس لئے اس کے حصول کے لئے تمام تر جدوجہد اللہ تعالےٰ کے پیدا کردہ وسائل کے ذریعہ سے ہی کرو۔ ورنہ تمہاری تمام کوششیں رائیگان جائیں گی۔ اسی طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے۔ کہ اذا صلیتم الفجر فلا تنوموا عن طلب ارزاقکم (کنز العمال جلد دوم) کہ جب تم نماز فجر ادا کرچکو۔ تو طلب رزق سے بے خبر ہوکر سو نہ جاؤ۔ بلکہ اس کے حصول کے لئے خدا تعالیٰ کی زمین میں نکل کھڑے ہو۔ پس اسلام وہ مذہب ہے۔ جس کے بانی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک طرف تو اپنی امت کے لئے دعا کرتے ہیں۔ کہ اللّٰھم انھم حفاۃ فاحملھم اللّٰھم انھم عراۃ فاکسھم اللّٰھم انھم جیاع فاشبعھم کہ اے اللہ یہ لوگ پیادہ پا ہیں۔ انہیں سواری مہیا فرما۔ اے اللہ یہ لوگ ننگے ہیں، انہیں بدن ڈھانکنے کے لئے کپڑا دے۔ اے اللہ یہ لوگ بھوکے ہیں۔ انہیں پیٹ بھرنے کو کھانا مہیا فرما۔ تو دوسری طرف مسلمانوں کو یہ ہدایت نہیں کرتے۔ کہ وہ گھروں میں بیٹھے رہیں۔ اور یہ چیزیں خود بخود ان کے پاس آجائیں گی۔ بلکہ ان کے حصول کے لئے شب و روز کوشش کرنے کی تلقین فرماتے ہیں۔

ایک تندرست مسلمان کے لئے یہ ہرگز جائز قرار نہیں دیا گیا۔ کہ وہ بیکار رہے۔ اور بھیک مانگ کر اپنا پیٹ پالے۔ خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ کا ایک مشہور واقعہ احادیث میں منقول ہے۔ کہ ایک مسلمان رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس آئے۔ اور امداد کے لئے سوال کیا۔ لیکن آپ نے نہ خود اسے کچھ دیا۔ اور نہ دوسروں سے دلایا۔ بلکہ اس شخص سے دریافت کیا۔ کہ کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے؟ اس نے جواب دیا۔ کہ میرے پاس ایک ٹاٹ ہے۔ جو میرا اوڑھنا اور بچھونا ہے۔ اور ایک پانی پینے کا پیالہ ہے۔ آپ نے وہ دونوں چیزیں اس سے منگا لیں۔ اور فرمایا۔ من یشتری ھٰذین۔ کہ ان دونوں کو کون خریدتا ہے۔ ایک شخص نے کہا۔ انا آخذھما بدرھم۔ میں ایک درہم میں خریدتا ہوں۔ آپ نے پھر فرمایا۔ من یزید علیٰ درھم۔ کہ ایک درہم سے زائد کون دیتا ہے۔ چنانچہ ایک شخص نے دو درہم خریدنے پر آمادگی ظاہر فرمائی۔ آپ نے وہ دو درہم لیکر اس شخص کو دیئے۔ اور فرمایا۔ کہ ایک درہم سے اناج خرید کر اپنے گھروالوں کو دے دو۔ اور ایک درہم سے ایک کلہاڑی خرید کر میرے پاس لے آؤ۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ آپ نے کلہاڑی میں اپنے ہاتھ سے دستہ ڈالا۔ اور دعا فرمائی۔ اور اس کے ہاتھ میں دے کر ارشاد فرمایا۔ کہ اس سے لکڑیاں کاٹ کر بیچو۔ اور پندرہ روز کے بعد میرے پاس آؤ۔ چنانچہ وہ شخص پندرہ روز کے بعد آپ کے پاس آیا۔ اور بیان کیا۔ کہ یا رسول اللہ۔ میں نے اس عرصہ میں دس درہم کمائے ہیں۔ جس میں سے چند درہم کے تو بچوں کے لئے کپڑے خریدے ہیں۔ اور باقی کا غلہ۔ آپؐ اس کے افلاس کے ازالہ سے بہت خوش ہوئے۔ اور اس کو مخاطب کرکے فرمایا۔ ھٰذا خیر لک من ان تجیئ والمسئلۃ نکتۃ فی وجھک یوم القیامۃ (ابوداؤد۔ ترمذی) کہ یہ حالت تمہارے لئے بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ تم قیامت کے دن ایسی حالت میں پیش ہو۔ کہ تمہارے چہرہ پر بھیک مانگنے کا داغ لگا ہوا ہو۔

اس واقعہ میں مسلمانوں کے لئے یہ سبق ہے کہ وہ بھیک جیسی لعنت سے بچیں۔ بیکاری کو چھوڑ کر اپنے ہاتھ سے روزی کمائیں۔ جس کے نتیجہ میں وہ بھوک اور افلاس سے بچیں گے۔ اور تندرستی اور توانائی کی نعمت سے مالامال ہوکر معاشرے کے لئے مفید عنصر ثابت ہونگے۔ مگر افسوس کہ آج اس سبق کو مسلمانوں نے بھلا دیا ہے۔ اور غیروں نے اپنا کر اپنے ملک کو دولت اور صحت سے مالامال کرلیا ہے۔ (باقی)

اپنا عہد یاد کرو

"میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا دین کے لئے جان و مال اور عزت سب کچھ قربان کردوں گا۔ اس کا چندہ ادا نہ کرنا محض سستی ہے۔ اور کچھ نہیں چاہیئے تھا کہا جاتا کہ نو ماہ تک تم نے سستی کی ہے۔ اب تم بیدار ہو جاؤ اور وعدہ ادا کرو"

کیا آپ نے ہوشیار ہو کر اپنا وعدہ سو فی صدی پورا کر لیا؟ اگر نہیں تو ابھی سے بیدار ہو کر ۳۱؍اکتوبر تک اپنا وعدہ سو فی صدی پورا کریں۔"

وکیل المال تحریک جدید

یوم تحریک جدید کے موقع پر قادیان دار الامان کے درویشوں کا عملی شاندار لبیک

وعدوں کو ۱۵ ر اکتوبر تک سو فیصدی پورا کرنے کا عزم بالجزم

قادیان دار الامان کے ناظر صاحب بیت المال شیخ عبد الحمید صاحب عاجز نے دو رپورٹیں ارسال کی ہیں۔ ایک یوم تحریک جدید کے متعلق دوسری حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کے خطبہ ۷ ر ستمبر کے بارے میں۔ چونکہ درویشوں نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات پر شاندار لبیک کہا ہے۔ اور باوجود ذرائع کے محدود ہونے کے تحریک جدید کے فوری ادا کرنے میں نمایاں حصہ لیا ہے۔ لہٰذا اس کا شائع کیا جانا اس لئے ضروری ہے۔ کہ جہاں قادیان کے درویشوں کی یہ شاندار قابل قدر اور تقلید مثال ہندوستان کی جماعتوں اور براہ راست وعدہ کرنے والوں کے لئے ہے۔ وہاں پاکستان اور بیرونی ممالک کی جماعتوں کے لئے بھی قابل تقلید ہے۔ ناظر صاحب بیت المال حضور کی خدمت میں لکھتے ہیں۔

(۱) حضور کے تازہ اعلان بابت تحریک جدید کی تعمیل اور جلسہ یوم تحریک جدید مورخہ ۲ ر ستمبر کے نتیجہ میں مورخہ ۲/۹ تا ۵/۹ احباب قادیان کی طرف سے جو نقد وصولیاں ہوئی ہیں۔ وہ بغرض ملاحظہ حضور پیش ہیں۔ اس میں ۶۷۴/۲/ کی رقم وصول ہوئی ہے۔

ایک درویش جو اپنا نام ظاہر کرنا نہیں چاہتے وہ سترھویں سال کا چندہ تو ابتدائی سال میں ہی ادا کر چکے ہیں۔ مگر حضور کا پیغام سن کر انہوں نے سترھویں سال میں ایک سو روپے کا اضافہ کر کے اسی وقت ادا بھی کر دیا۔

میاں مولا بخش صاحب باورچی لنگر خانہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو تحریک جدید کا انیس سالہ چندہ یکمشت ہی مدت ہوئی ادا کر چکے تھے۔ مگر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا پیغام سن کر آپ نے پانچ روپیہ کا اضافہ کیا۔ اور آپ نے ایک سو روپیہ اور دیا۔ کہ دفتر اول کا انیس سالہ دور ختم ہونے پر جس وقت حضور جس نئی شکل میں تحریک فرمائیں۔ اس وقت یہ ایک سو روپیہ پیش کیا جائے۔ اور یہ ۱۰۵/ روپیہ داخل کر دیا۔ شیخ عبد الحمید صاحب عاجز اپنا وعدہ تو سو فیصدی ادا کر چکے ہیں۔ لیکن حضور کے ارشاد کی روشنی میں تحریک جدید کی ضرورت حقہ کے ماتحت دس روپیہ کا اضافہ دفتر دوم سال ہفتم میں کر کے ادا کر دیا۔

حضرت منشی محمد الدین صاحب پنشنر مقیم بر لب مقبرہ بہشتی مقبرہ نے اٹھارہویں سال کا چندہ تحریک جدید ۷۰۰/ دفتر محاسب قادیان میں جمع کر کے انیسویں سال میں ۷۰۰/۳/ روپے کا وعدہ کیا۔ صاحب موصوف یہ چندہ اپنی طرف سے۔ اپنی اہلیہ صاحبہ اور اپنے والدین کی طرف سے دیتے آ رہے ہیں۔ مجھے مکرم حضرت منشی محمد الدین صاحب پنشنر کی بات یاد ہے۔ کئی سال گذرے۔ کہ آپ نے دفتر فنانشل سیکرٹری تحریک جدید آ کر فرمایا کہ میں انیس سال کا وعدہ اس طرح کرتا ہوں۔ میں کوشش کروں گا کہ اپنی زندگی میں ہی اسے ادا کر دوں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے پاس بلا لیا۔ تو میری اولاد کو یہ وصیت ہے کہ وہ میرے حصہ قدر تحریک جدید کا چندہ ہو وہ سب سے پہلے ادا کرے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے۔ کہ اٹھارہ سال کا چندہ تو ادا کر چکے ہیں۔ اور اب انیسویں سال کا بھی ابتدا سے سال اٹھارہ میں پیشگی ادا کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان درویشوں کو جو اضافہ کر چکے ہیں۔ یا اٹھارھویں سال کا پیشگی دے چکے یا یوم تحریک جدید کے موقع پر ادا کر دیا۔ یا وہ جو اب ۳۱ اکتوبر تک ادا کر دیں گے بہترین اجر خیر دے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء فی الدنیا والاخرۃ

کرم ہا صد کرم کن ہر کسے کو ناصر دین است

بلائے او بگرداں گر گہے آفت شود پیدا

(۲) دوسری رپورٹ میں ناظر صاحب بیت المال قادیان لکھتے ہیں۔

حضور کا خطبہ جمعہ فرمودہ ۷ ر ستمبر جس میں حضور نے وصولی وعدہ جات کے متعلق تاکیدی ارشاد فرمایا ہے۔ یہاں مورخہ ۱۲ ر ستمبر کے خطبہ جمعہ میں پڑھ کر سنایا گیا۔ جمعہ ادا کرنے کے بعد محترم امیر صاحب مقامی نے جملہ درویشان قادیان کو حلقہ وار علیحدہ علیحدہ کر کے ہر ایک حلقہ کے احباب کے وعدوں اور وصولی کا جائزہ لیا۔ جن احباب کے ذمہ ابھی وعدہ قابل ادا تھا ان کو فوری طور پر سو فی صدی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی۔

آپ نے اپنی ایک حالیہ خواب کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ اس میں جہاں مجھے ذاتی طور پر چندوں کی تحریک میں خاص کوشش کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ وہاں میرے توسط سے جملہ درویشان کو بھی مخاطب کیا گیا ہے۔ کہ

قادیان کا ہر فرد

جس نے حضرت اقدس کا خطبہ سنا ہے۔ اسے چاہیئے کہ وہ اپنے آپ کو اس خطبہ کا مخاطب سمجھے۔ اور تحریک جدید کی مالی قربانیوں میں خندہ پیشانی سے اپنا قدم آگے سے آگے بڑھائے۔

اب صدر صاحبان حلقہ جات۔ طلباء۔ اراکین بزم درویشان اور لجنہ اماء اللہ کے ذریعہ سے یہ کوشش پوری سرگرمی سے جاری ہے۔ کہ تحریک جدید کے وعدوں کی ادائیگی بھی اکتوبر کے وسط میں پوری ہو جائے۔ حضور دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ جملہ احباب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(۳) جماعت کلکتہ کے مکرمی رشید احمد صاحب محمود جو سترھویں سال کا چندہ ۹۲/-/- ادا کر چکے ہیں۔ اب حضور کے خطبات سے متاثر ہو کر خصوصاً اس بات سے کہ "بعض ایسے بھی ہیں۔ جنہوں نے اپنی حیثیت سے کم وعدہ کیا۔" لکھتے ہیں۔ میں نے خیال کیا۔ کہ شاید میں بھی ان میں ہوں۔ انہوں نے اب سال سترہ ۱۷ میں ۴۸/- کا اضافہ کر کے ادا بھی کر دیا۔

(۴) تحریک جدید کے دفتر اول میں وہ لوگ اب بھی شامل ہو سکتے ہیں جنہوں نے پہلے دس سال کا چندہ تو دیا ہو لیکن بعد میں نہ دے سکے ہوں۔ یا تیرھویں سال میں وعدہ کیا ہو۔ اسے انقلاب کی وجہ سے نہ دے سکے ہوں۔ وہ اب دفتر اول میں شامل ہو جائیں۔ مگر ان کے لئے یہ ضروری ہے کہ دس سال کے بعد اب تک جس قدر سال ہو گئے ہیں۔ ان کا چندہ بھی اپنی توفیق اور طاقت کے مطابق ادا کریں۔ اور یہ ضروری نہیں کہ بقایا یکمشت دیں۔ ہاں جس کو پاس ہو ایسے اس وقت کی اشد ضرورت کے ماتحت یکمشت ادا کرنا بہت بڑے اجر اور ثواب کا موجب اور تحریک جدید کو مدد دینے کا ذریعہ ہے۔ لیکن جن کی ایسی طاقت نہ ہو وہ قسط وار دے سکتا ہے۔ لیکن وعدہ پر عمل کرنا اس کا فرض ہے پس ایسے احباب جو کبھی شامل نہ ہوئے ہوں وہ دفتر دوم کے سال اول میں شامل ہوں۔ (وکیل المال تحریک جدید)

ترسیل زر اور انتظامی امور کے متعلق مینیجر الفضل کو مخاطب کیا کریں

بلا تفصیل رقوم کے متعلق ضروری اعلان

بعض اشخاص اور سیکرٹریان مال جماعت ہائے احمدیہ بذریعہ منی آرڈر چندہ بھجواتے وقت کوپن منی آرڈر پر تفصیل درج نہیں کرتے۔ اور نہ ہی بذریعہ چٹھی ارسال کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے ایسی رقم متعلقہ جماعت یا فرد کے کھاتہ میں محسوب نہیں ہو سکیں۔ اور بلا تفصیل میں پڑی رہتی ہیں۔ ایسی رقوم کی تفصیل حاصل کرنے کے لئے بذریعہ خط و کتابت اور اعلان اخبار الفضل انہیں اطلاع دینی پڑتی ہے۔ اگر پھر بھی تفصیل نہ آئے۔ تو بمطابق فیصلہ مجلس مشاورت وہ رقوم چندہ عام میں منتقل کر دی جاتی ہیں۔

لہٰذا اس اعلان کے ذریعہ سیکرٹری صاحبان مال کو مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ وہ رقم بھیجتے وقت اس کی تفصیل کوپن منی آرڈر پر لکھ دیا کریں۔ لیکن اگر تفصیل لمبی ہو۔ اور کوپن منی آرڈر پر درج نہ ہو سکتی ہو۔ تو بذریعہ چٹھی ساتھ ہی تفصیل بھجوا دیا کریں۔ تا کہ وقت پر رقم داخل خزانہ ہو جایا کرے۔ ورنہ نظارت ہذا مجبور ہو گی۔ کہ ایسی رقوم تین ماہ کے بعد چندہ عام میں منتقل کر دے۔

اگر اس وجہ سے جماعتوں کے حسابات میں خرابی پیدا ہوئی۔ تو اس کی ذمہ داری نظارت ہذا پر نہ ہو گی۔ (ناظر بیت المال)

مکتبہ تحریک جدید مرکزیہ

۱۔ بک ڈپو تحریک جدید کا نام اب مکتبہ تحریک جدید مرکزیہ ہے۔ احباب نوٹ فرمالیں۔

۲۔ "ہمارا خدا" جو حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی تصنیف ہے۔ اس کی قیمت ۱/۸ ہے۔ غلطی سے ۱/۸ شائع ہو گئی ہے۔

(۳) تفسیر کبیر پارہ عم حصہ اول کے جو دس نسخے ملے تھے وہ ختم ہو چکے ہیں۔ اس طرح سورۃ یونس تا کہف کا کوئی نسخہ مکتبہ میں قابل فروخت نہیں۔

۴۔ مکتبہ تحریک جدید کی مندرجہ ذیل مطبوعات قابل فروخت موجود ہیں۔

(۱) تفسیر کبیر پارہ اول نو رکوع ۰—۸—۵ (۲) تفسیر کبیر پارہ عم حصہ سوم ۰—۸—۱

(۳) " " سورۃ کہف ۰—۸—۱ (۴) اسلام اور ملکیت زمین ۰—۸—۲

(ناظم مکتبہ تحریک جدید مرکزیہ ربوہ)

صنعتی و تجارتی اطلاعات

پاکستان کا نیا سٹینڈرڈ ٹائم نافذ ہونے پر یکم اکتوبر ١٩٥١ء سے مغربی پاکستان اور مشرقی پاکستان میں ٹرنک کال کی رعایتی شرح کے اوقات میں تبدیلی ہو گئی ہے۔

—— دو سالہ ترقیاتی منصوبہ میں صنعتوں پر خاص زور دیا گیا ہے۔ یہ منصوبہ پارچہ بافی سیمنٹ فولاد۔ چمڑہ۔ کیمیائی مرکبات وغیرہ کے کارخانے قائم کرنے اور ان اشیاء کے معاملہ میں پاکستان کو خود کفیل بنانے کے لئے ہے۔

—— حکومت پاکستان نے روئی کے مختلف پہلوؤں کا مطالعہ کرنے کے لئے ١٠ فیلڈ شعبے مخصوص ہیں اور پاکستان مرکزی کمیٹی کو سفارشات پیش کرنے کے لئے کہا ہے۔

—— منصوبہ بندی اور نشر و اشاعت کے ڈائرکٹریٹ نے ملک کی صنعتی ترقی کے متعلق اور دیگر مفید معلومات مہیا کرنے کے لئے ایک ماہانہ صنعتی بلیٹن اور ایک سہ ماہی رسالہ شائع کرنے کی تجویز کی ہے۔

—— پاکستانی تمباکو کے دس مختلف نمونے اس نمائش میں رکھنے کے لئے بھیجے گئے تھے جو عالمی تجارتی کانفرنس کے زیر اہتمام ایمسٹرڈم میں منعقد ہوئی۔

—— ناجائز درآمد و برآمد کا انسداد کرنے والے عملہ نے جولائی ١٩٥١ء سے اب تک ناجائز درآمد و برآمد کے انسداد کے قانون کے تحت ١٤٠ معاملات کا پتہ چلایا۔ اور کئی لاکھ روپے کی مالیت کے غلہ پر قبضہ کیا۔

—— وزارت تجارت نے فیصلہ کیا ہے کہ چائے کی برآمد کی عارضی الاٹمنٹ ٤ کروڑ پونڈ (ساڑھے چار کروڑ پونڈ) کر دی جائے۔

—— مرکزی روئی کمیٹی اپنے اس اجلاس میں جن امور پر غور کرے گی ان میں روئی کے متعلق تحقیقات پیداوار کو معیاری بنانا اور اس کی درجہ بندی وغیرہ بھی شامل ہیں۔

—— حبیب اینڈ سنز کراچی کے مسٹر محمد علی حبیب پاکستان صنعتی مالیاتی کارپوریشن کے ڈائرکٹروں کے بورڈ کے صدر مقرر ہوئے ہیں۔ کارپوریشن کے ڈائرکٹروں کے بورڈ کی ١٣ ستمبر سے از سر نو تشکیل کی گئی ہے۔

—— کراچی کی ایسی ٹریڈ یونینیں جو اب تک غیر رجسٹرڈ ہیں۔ یا جو اپنی رجسٹریشن کھو چکی ہیں۔ خود کو جتنی جلد ممکن ہو۔ ٹریڈ یونینوں کے رجسٹرار محکمہ مرکزی کمشنر عمالی کراچی میں رجسٹرڈ کرا لیں۔

سلسلہ کا لٹریچر

خدام احمدیہ کی سہولت کے لئے مکتبہ تحریک جدید مرکزیہ کی ایک دوکان قیام اجتماع پر کھولی جا رہی ہے۔ اس دوکان سے قرآن کریم۔ تفسیر کبیر۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی کتب اور سلسلہ کا دوسرا لٹریچر مل سکیگا۔

(ناظم مکتبہ تحریک جدید مرکزیہ)

اعلان برائے جماعت احمدیہ سندھ

فارم رپورٹ ماہوار شعبہ تعلیم و تربیت تمام جماعتوں کو بھجوا دیئے گئے ہیں۔ ازراہ مہربانی فارم پُر کر کے جلد از جلد مندرجہ ذیل پتہ پر ارسال فرما دیں۔ نیز تمام پریذیڈنٹ صاحبان جماعت ہائے صوبہ سندھ سے درخواست ہے۔ کہ وہ اپنی تصدیق کے ساتھ آئندہ کے لئے رپورٹیں باقاعدہ ارسال فرمانے کا انتظام فرمائیں ہر ماہ کی آخری تاریخ کو رپورٹ کا ارسال کرنا نہایت ضروری ہے جزاکم اللہ تعالیٰ۔ (خاکسار ناصر الدین پراونشل سیکرٹری تعلیم و تربیت صوبہ سندھ محمد آباد اسٹیٹ)

زوال اُمت کے اسباب

(بقیہ صفحہ ٤)

دوسری بات ہے۔ لیکن اگر اس نے شریعت اس لئے اتاری ہے کہ تا یہ روئے زمین پر بسنے والے تمام باشندوں کے لئے دستور العمل قرار پائے اور دنیا اسی کے ذریعہ راہ نجات پر گامزن ہو تو پھر اس نے اس شریعت کے حاملین کو ادبار سے بچانے کا بھی کوئی نہ کوئی انتظام ضرور کیا ہو گا۔ پس ادبار سے بچنے کے لئے مسلمانوں کو دیکھنا یہ چاہیئے کہ خدا تعالیٰ نے احیاء اسلام کے لئے کیا طریق مقرر کیا ہے۔ اس آسمانی طریقہ کی طرف متوجہ ہونے کی بجائے ہر شخص یہ تسلیم کرتے ہوئے کہ وہ در اصل اسلام سے منحرف ہو چکا ہے اصلاح احوال کے لئے اپنی عقل لڑا رہا ہے۔ اور یہ نہیں سوچتا کہ خدا تعالیٰ نے اسلام کی حفاظت اور احیاء کے لئے اول دن سے جو نظام بھی مقرر کیا ہے۔ اپنے آپ کو اس نظام کے ساتھ وابستہ کرنے کی کوشش کرے در اصل دردمندوں کی رسائی اس حد تک تو ہو جاتی ہے۔ کہ وہ مرض کی تشخیص کر لیں۔ لیکن تشخیص کے بعد جب وہ علاج کے مرحلہ میں داخل ہوتے ہیں۔ تو ان سے وہ غلطیاں سرزد ہوتی ہیں۔ کہ الامان و الحفیظ۔ اس مرحلہ میں داخل ہوتے ہی وہ آسمانی بیاض قرآن حکیم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ سے یکسر آنکھیں بند کرتے ہوئے عقلی ڈھکوسلے گھڑنے شروع کر دیتے ہیں۔ اور یہ نہیں سوچتے کہ خدا جس نے اسلام کو قیامت تک جاری رہنے والا دین بنایا ہے۔ اور پھر ایسا دین بنایا ہے۔ کہ دنیا کا کوئی انسان اس کے خطاب عام سے مستثنیٰ نہیں۔ اس کو ایسی کس مپرسی کی حالت میں کیسے چھوڑ سکتا ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کہ صدیاں گزر جائیں۔ اور خدا تعالیٰ کی طرف سے اس دین کی حفاظت اور اس کے احیاء کا کوئی انتظام نہ ہو۔ اور مسلمان بگڑتے ہی چلے جائیں۔ اگر ایک لمحہ کے لئے بھی وہ اس حقیقت کو سمجھ لیں۔ تو خود ہی قلیں لڑانے کی بجائے اس امر کی تلاش کریں کہ حفاظت اسلام اور آخری زمانہ میں اس کے از سر نو احیاء کے لئے خدا تعالیٰ نے کیا وعدہ فرمایا ہے۔ اور اس حفاظت اور اس احیاء میں شرکت کی سعادت حاصل کرنے کے لئے انہیں کیا کچھ کرنا چاہیئے۔

آسمانی طریق کی وضاحت

جہاں تک حفاظت کا تعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:۔

انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون

بیشک ہم نے ہی اس دین حق و صداقت کی دعوت دنیا میں بھیجی اور ہم ہی ہیں۔ جو ہمیشہ اس کے محافظ و ناصر ہوں گے۔

اسی طرح اسلام کے تمام دنیا میں پھیل جانے اور کل ادیان پر غالب آ جانے کے متعلق بھی ان الفاظ میں حتمی وعدہ موجود ہے۔

(١) واللّٰہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون

اللہ تعالیٰ اپنے نور کو درجۂ کمال تک پہنچا کر چھوڑیگا خواہ باطل پرستوں کو بُرا لگے

(٢) ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون

اللہ نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ وہ اسے سب دینوں پر غالب کرے اگرچہ مشرک لوگ کیسا ہی بُرا مانتے رہیں۔

یہ نور کس طرح درجۂ کمال کو پہنچیگا اور کل ادیان پر اسلام کو غلبہ کیسے حاصل ہو گا؟ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ خلافت کے ذریعہ یعنی خدا تعالےٰ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے نائب کھڑے کرتا رہے گا۔ جو تجدید و احیاء دین کا فریضہ ادا کر کے امت کو بگڑنے سے بچائیں گے۔ اور بگڑے ہوؤں کو راہ راست پر لا کر اس خطرے کو دور کر دینگے کہ کہیں دین صفحۂ ہستی سے مٹ نہ جائے۔ اس پر ایمان لانے والوں کے دل اطمینان پکڑیں گے۔ اور ان کی خوف کی حالت دور ہو جائے گی۔ چنانچہ قرآن مجید میں آتا ہے:۔

وعد اللّٰہ الذین امنوا منکم و عملوا الصّٰلحٰت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم و لیبدلنھم من بعد خوفھم امناً

اللہ نے تم میں سے ایمان والوں کے ساتھ وعدہ کیا ہے۔ جنہوں نے عمل بھی اچھے کئے ہیں کہ اللہ ان کو زمین میں خلافت عطا کرے گا۔ اور ان کے دین کو ان کے لئے قوت بخشے گا۔ اس دین کو جسے اللہ نے ان کے واسطے پسند کیا ہے۔ اور ان کے خوف کو امن سے بدل دیگا۔

پھر یہ خلافت ایک خاص حد تک جاری رہ کر ختم نہیں ہو جائے گی۔ بلکہ آخر تک چلتی چلی جائے گی۔ کیونکہ اسلام کوئی ایسا دین نہیں ہے جو ایک وقت تک پھل دے کر خشک ہو جائے۔ اس کی تر و تازگی ہمیشہ ہمیش تک قائم رہنے والی ہے اور اسکے پھل بھی ختم ہونے والے نہیں۔ جیسا کہ فرمایا:۔ (باقی صفحہ ٨ پر)

ہم ایران کے موجودہ رویہ کو ہرگز خاموشی سے برداشت نہیں کرینگے

لندن (بذریعہ ریڈیو) برطانیہ اور ایران کے درمیان تیل کے تنازعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے برطانوی اخبار "سنڈے ایکسپریس" نے لکھا ہے کہ برطانیہ نے ابادان کا مسئلہ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کے سپرد کر دیا ہے۔ ایسا کرنے سے دراصل برطانیہ کی یہ خواہش ہے کہ دنیا کی رائے عامہ کے سامنے اپنے نقطۂ نگاہ کی وضاحت کی جائے۔ تاکہ اس کے حقوق کی نگہداشت ہو سکے۔

"اگر سلامتی کونسل نے برطانیہ کے حق میں فیصلہ دیدیا تو اس کا یہ مطلب ہوگا کہ ایران اپنے فیصلہ کو واپس لے اور یا پھر اقوام عالم کی مخالفت اور تشدد کا نشانہ بنے۔ یہ واضح رہے کہ تمام دنیا کے خلاف چلنے کا اس میں یارا نہیں۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ یہ بھی اندیشہ ہے کہ سلامتی کونسل کا کوئی ممبر اپنی ضد سے فیصلہ کو روکنے کی کوشش کرے۔ اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا روس واقعی اس بات کی کوشش کریگا کہ تیل کا قضیہ سرے سے زیر بحث نہ آئے۔ ہاں روس واقعی ایسا کر سکتا ہے۔ لیکن اگر اس نے ایسا کیا تو اس صورت میں برطانیہ کے لئے چارہ کار یہی رہ جاتا ہے کہ وہ حالات کا سختی کے ساتھ مقابلہ کرے اور یہ یقین ہے کہ برطانیہ اقوام عالم کی تائید کے زیر اثر سخت سے سخت اقدام کرنے سے بھی گریز نہیں کرے گا۔ اس فیصلہ سے صرف وہی لوگ خائف ہوں گے۔ جو اقوام عالم کے فیصلہ سے ڈرتے ہیں۔

ہم ہرگز ہرگز خاموشی سے برطانی سرمائے اور برطانوی محنت سے تعمیر شدہ صنعت کو لٹتا نہیں دیکھیں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ کوئی بھی یہ لوٹ برداشت نہیں کر سکتی"۔

لبنان اور مغربی جرمنی میں تجارتی معاہدہ

بیروت ۵ راکتوبر۔ مغربی جرمنی کے ساتھ ایک تجارتی معاہدہ طے کرنے کے بعد لبنانی وفد کے اراکین واپس آگئے ہیں۔ اس معاہدے پر لبنان کی کابینہ کے دستخط ہونا باقی ہیں مشن نے سفارش کی ہے کہ لبنانی مال مغربی جرمنی کو ارسال کرنے کے لئے ایک خاص کمیٹی مقرر کی جائے جو معاہدے پر عمل درآمد کی نگرانی کرے۔ مشن کے ایک رکن نے بتایا کہ لبنان چالیس لاکھ ڈالر کا سامان ہر سال مغربی جرمنی کو بھیجے گا۔ (اسٹار)

شام میں تیل کی تلاش

دمشق ۵ راکتوبر۔ واشنگٹن کے شامی سفارتخانے کی اطلاع ہے۔ کہ بین الاقوامی تیل کمپنیاں، شام میں تیل کی تلاش کرنے کے امکانات میں دلچسپی لے رہی ہیں۔ سفارتخانے نے اس سلسلے میں شامی قوانین اور دیگر تفصیلات کی وضاحت طلب کی ہے۔ (اسٹار)

اسرائیل کے مقاطعہ کو سخت کرنیکی کوششیں

بیروت ۵ راکتوبر۔ معلوم ہوا ہے کہ حکومت لبنان ایک دفعہ پھر پیٹرولیم کمپنیوں سے مطالبہ کیا ہے۔ کہ لبنان سے تیل لادنے والے جہازوں، اور جن بندرگاہوں کو وہ روانہ ہونے والے ہوں۔ ان کے ناموں کی فہرست پیش کی جایا کرے۔

لبنان کے وزیر اعظم عبداللہ الیافی نے تمام وزراء کو ہدایت کی ہے۔ کہ اسرائیلی ناکہ بندی کو سخت کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کریں۔ (اسٹار)

برطانیہ سے عرب ممالک کی تجارت میں اضافہ

لندن ۵ راکتوبر۔ برطانیہ اور عرب دنیا کے درمیان تجارت میں برابر اضافہ ہوتا جا رہا ہے

یہاں جو اعداد و شمار حال میں شائع ہوئے ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ اس سال کے پہلے سات مہینوں میں برطانیہ کو سعودی عرب کی برآمد (زیادہ تر تیل) ۶،۷۳۶،۷۱۸ پاؤنڈ کی ہوئی یہ رقم گذشتہ سالوں کے اوسط سے تقریباً دوگنی ہے۔

برطانیہ اور شام کے درمیان تجارت حسب دستور اچھی طرح ہوتی رہی۔ لیکن لبنان کو برطانوی برآمدات میں کچھ کمی ہو گئی ہے۔

اس سال جولائی کے آخر تک اردن برطانیہ سے ۲۰،۹۲،۵۹۹ پاؤنڈ کا سامان درآمد کر چکا تھا۔ جو گذشتہ سال کے اعداد سے ۱۵ لاکھ پاؤنڈ زیادہ ہے

برطانیہ نے اس سال کے پہلے سات مہینوں میں عراق سے ۲۳،۵۰۳،۷۵۷ پاؤنڈ کا سامان درآمد کیا جو گذشتہ سال اس مدت کے اعداد سے ۱۲ لاکھ پاؤنڈ زیادہ ہے اور ۱۹۴۹ء کے پہلے سات مہینوں کے اعداد سے دگنے سے بھی زیادہ ہے۔

بغداد ۵ راکتوبر۔ عراق کے وزیر تعلیم مسٹر خلیل قانع نے بیان کیا ہے کہ یونیسکو کی کانفرنس عنقریب قاہرہ میں شروع ہو رہی ہے۔ کانفرنس میں مشرق بعید میں یونیسکو کا ایک مرکز قائم کرنے سے متعلق غور ہوگا۔ اس مرکز کا صدر مقام قاہرہ یا بغداد میں ہوگا۔ (اسٹار)

زوال امت کے اسباب

بقیہ صفحہ ۷

مثل کلمة طیبة کشجرة طیبة اصلها ثابت وفرعها فی السماء توتی اکلها کل حین باذن ربها۔

کلام پاک کی مثال اس پاکیزہ درخت جیسی ہے۔ جس کی جڑ مضبوط ہوتی جاتی ہے۔ اور جس کی شاخیں آسمان میں پھیلتی جاتی ہیں۔ وہ اللہ کے حکم سے ہر زمانہ میں پھل دیتا رہتا ہے۔

چنانچہ اس حدیث میں بھی کہ

ان اللّٰہ یبعث لهٰذه الامة علی رأس کل مائة سنة من یجدد لها دینها

اللہ تعالیٰ اس امت میں ہر صدی کے آغاز میں ایک مجدد پیدا کریگا۔ جو دین اسلام میں اپنی روح ہدایت سے ایک تازگی اور نئی زندگی پیدا کردے گا۔

اسی حقیقت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

ماحصل

مندرجہ بالا آیات اور حدیث کے الفاظ سے ظاہر ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے قیامت تک جاری رہنے والے دین کو اس حال میں نہیں چھوڑا ہے۔ کہ اس کی حفاظت اور اس کے احیاء کا کوئی انتظام نہ ہو۔ اور اس پر ایمان لانے والے یہود کے مشابہ ہو کر مارے مارے پھرتے رہیں۔ اس نے باقاعدہ مجددین کا سلسلہ قائم کر کے مومنوں کو بشارت دی ہے۔ کہ وہ انہیں خلافت کا آسمانی انعام عطا کرے گا۔ اور جب کبھی صفحۂ ہستی سے دین کے مٹ جانے کا خطرہ پیدا ہوگا۔ وہ اپنے کسی نہ کسی فرستادہ کو بھیج کر دین کو تقویت بخشے گا۔ اور مومنوں کے خوف کو اطمینان میں تبدیل کر دیگا۔ مذکورہ بالا آیت اور حدیث کی روشنی میں تجدید و احیاء دین کے مسئلہ پر روشنی ڈالتے ہوئے ابوالکلام صاحب آزاد بھی لکھتے ہیں:۔

"سنت الٰہی اپنی عادت جاریہ کے مطابق قیام حق و دفع باطل کے لئے سرگرم انبعاث و ظہور ہوتی ہے۔ اور توفیق الٰہی اپنے کسی اصلح و اشد بندے کے قلب کا عزیمت دعوت کے لئے انشراح کر دیتی ہے۔ اور اس کے قدم طریق کو منہاج نبوت پر ثابت و مستقیم فرما دیتی ہے۔ وہ اپنے عہد کے تمام اصحاب علم و فضیلت اور ارباب صوامع و مدارس کو تنگنائے رخصت و ضعف میں پیچھے چھوڑ کر منزلوں آگے نکل جاتا ہے۔ فضائے علو و رفعت اس کو اپنی طرف کھینچتی اور سمائے کمال و کرامت اپنی ساری بلندیوں کے ساتھ اس کے استقبال کے لئے دوڑتا ہے۔ گویا آسمان اس کے لئے اتر آتا ہے۔ اور زمین اسکو خود بخود اچھالنے لگتی ہے۔ اس کی ہمت رفعت طلب اور اس کا حوصلۂ متصاعد و متعارج کسی بلندی پر بھی نہیں رکتا۔ اور اونچی سے اونچی بلندی کو بھی حضیض، تسفل و تنزل سمجھتا ہے۔ مقام عزیمت و دعوت کی جس بلندی تک بڑے بڑے کارفرمایان عہد کی نظریں بھی نہیں اٹھ سکتی تھیں۔ اور ضعفاء زمان و بیمارگان رخصت کے وہم و گمان کو بھی اس تک بار نہ تھا۔ اس کا شہباز ہمت اور سیمرغ عزم اسکی چوٹیوں پر بھی جاکر دم نہیں لیتا۔ اور پیوستہ سرگرم بال افشانی و ہمراہ صفیر زمان بلند پروازی رہتا ہے۔"

زوال کا سبب

پس قرآن کریم اور احادیث نبوی کی روشنی میں جب یہ امر ثابت ہے۔ کہ دین کی حفاظت اور ہر زمانہ میں اس کے احیاء کے لئے خدا تعالیٰ نے مجددین اور مصلحین کا سلسلہ قائم کیا ہوا ہے۔ تو پھر اگر اس سلسلہ کے جاری رہنے کے باوجود امت پر زوال آیا ہوا ہے تو اس کا سبب بجز اس کے اور کیا ہو سکتا ہے۔ کہ افراد امت اس الٰہی سلسلہ سے غافل ہو کر اس کے ساتھ اپنا تعلق منقطع کر بیٹھے ہیں۔ اگر وہ زوال کے اس چکر سے نکل کر کامیابی و کامرانی کے راستہ پر گامزن ہونا چاہتے ہیں۔ تو وہ تجدید اور اصلاح کے اس آسمانی سلسلہ سے اپنا تعلق قائم کریں۔ جب تک وہ اس سلسلہ سے "کٹے" رہیں گے۔ اور اپنی مجرد عقل کے بل بوتہ پر اصلاح کے نت نئے طریقے تجویز کرتے رہیں گے۔ اس وقت تک انہیں حقیقی کامیابی نصیب نہ ہو سکے گی۔ پس اس زمانہ کے مسلمانوں کے لئے سب سے زیادہ قابل غور امر یہ ہے۔ کہ اس زمانہ کا مجدد کون ہے۔ اور اگر صدی کا بیشتر حصہ گذر جانے کے باوجود بھی کوئی مجدد پیدا نہیں ہوا ہے۔ تو پھر استخلاف فی الارض اور توتی اکلها کل حین باذن ربها کا ظہور تیرہ سو سال تک جاری رہنے کے بعد چودھویں صدی میں کیوں بند ہو گیا؟ معمولی عقل کا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کی سنت جاریہ بند نہیں ہو سکتی۔ پردے پڑ سکتے ہیں تو انسانی عقلوں پر پڑ سکتے ہیں۔ اور اگر مجدد وقت کو تا حال شناخت نہیں کیا گیا ہے۔ تو پردے یقیناً پڑے ہوئے ہیں۔

(مسعود احمد)